فضائل صحابہ از مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی

جمع وترتیب؛ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

فضائل صحابہ:

❁ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (۱۹۷۱ء) سورت بقرہ (۱۳۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن وہ ہے، جس کا ایمان صحابہ کرام کی طرح ہو، جو ان کے خلاف ہو، کافر ہے۔ وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص32)

❁ مفتی صاحب سورت بقرہ (۱۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اگر ﴿النَّاسُ﴾ سے مراد صحابہ ہوں، تو معلوم ہوا کہ ایمان وہی ہے، جو صحابہ کی طرح ہو، صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں، جس کا ایمان ان کے طرح نہیں، وہ بے ایمان ہے۔ اور اگر عام مسلمان مراد ہوں، تو معلوم ہوا کہ راستہ وہی برحق ہے، جو عام مؤمنین کا ہو۔ عام مسلمانوں کے راستہ پر چلنا چاہیے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص5)

❁ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام کے دشمنوں کا ہدایت پر آنا بہت مشکل ہے، رب نے خبر دے دی کہ ﴿فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص5)

❁ مفتی صاحب سورت حجرات (۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''کوئی صحابی فاسق نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص823)

❁ مفتی صاحب سورت تحریم (۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں دل ہٹ جانے سے مراد فسق و فجور نہیں، بلکہ ناپسندیدہ بات کو پسند کرنا ہے، کیونکہ کوئی صحابی فاسق نہیں ہو سکتے، رب فرماتا ہے: ﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ ان سے گناہ صادر ہوسکتا ہے، مگر وہ اس پر قائم نہیں رہتے، فوراً توبہ نصیب ہو جاتی ہے، اس کی بہت مثالیں ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص894)

❁ مفتی صاحب سورت نساء (۱۱۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور کی تجلی حضور کے صحابہ پر بھی پڑی، کہ ان کا ایمان قطعی ہو گیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص152)

❁ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''بیعت عقبہ اور بیعت رضوان والے سارے صحابہ رب کے پیارے مقبول بندے ہیں، جنہیں رب نے اس بیعت کا شرف بخشا، اسی بیعت کو یہاں نعمت اللہ فرمایا گیا، تیسرے یہ کہ ان سارے صحابہ نے ان بیعتوں کے سارے وعدے پورے کیے، وہ وعدے کے سچے تھے، کیونکہ رب نے یہاں ان کے وعدے بغیر تردید ذکر فرمائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص172)

❁ مفتی صاحب سورت توبہ (۷۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت سے موجود روافض کو عبرت پکڑنی چاہیے، جو صحابہ کرام کی ہر عبادت کو نفاق یا دکھلاوے پر محمول کرتے ہیں۔ صحابہ پر طعن کرنا منافق کا کام ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص317)

❁ مفتی صاحب سورت توبہ (۸۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور کے صحابہ کا انکار، ان کا مذاق اڑانا حضور کا انکار ہے اور حضور کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے، کیونکہ ان منافقوں نے صحابہ کا مذاق اڑایا تھا، جس کو رب نے ﴿كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ﴾ قرار دیا۔''

(نور العرفان، ص317)

❁ مفتی صاحب سورت بقرہ (۱۲۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور کے پاس بیٹھنے والے سب پاک مومن ہوں، کوئی فاسق وفاجر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کو فاسق وفاجر کہے، وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا منکر ہے، جس خوش نصیب جماعت کو حضور جیسا مزکی اور پاک وصاف فرمانے والا معلم ملے، وہ جماعت کیسی پاک ہوگی!۔''

(تفسیر نور العرفان، ص30)

❁ مفتی صاحب سورت احزاب (۲۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''صحابہ کی نیکیاں ایسی کامیاب ہیں کہ ان کی قبولیت کا پروانہ رب نے دیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص671)

❁ مفتی صاحب سورت جمعہ (۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''کوئی غیر صحابی مومن، خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو، صحابہ کے گردِ قدم کو نہیں پہنچ سکتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص884)

❁ مفتی صاحب سورت توبہ (۱۱۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''غزوہ تبوک والے سارے صحابہ کا جنتی ہونا قطعی اور یقینی ہے، جو اس میں شک کرے، وہ اس آیت کا منکر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص326)

❁ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام کا جنگ اُحد میں بھاگ جانا گناہ نہ تھا، کیونکہ رب نے انہیں لغزش وخطا فرمایا، جو بغیر ارادہ واقع ہو جائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص110)

❁ مفتی صاحب سورت آل عمران (۱۵۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''اُحد کی جنگ میں جن مؤمنوں کے قدم اکھڑ گئے، ان کی معافی ہو گئی، اب جو ان کے اس واقع کو ان کی توہین کی نیت سے بیان کرے، وہ بے ایمان ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص109)

❁ مفتی صاحب سورت آل عمران (۱۵۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''صحابہ کا فعل، حضور کا فعل ہے کہ پکارنے والے صحابہ تھے، مگر فرمایا گیا کہ تم کو رسول پکار رہے تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص109)

❁ مفتی صاحب سورت حدید (۱۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''کوئی مسلمان صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا اور کسی مسلمان کا عمل صحابہ کی طرح نہیں ہوسکتا، کیونکہ صحابہ کو حضور کی خدمت کا موقع ملا اور ان کے اعمال کی

قبولیت کی سند رب کی طرف سے آ گئی......اے مسلمانو! اس اختلاف کی وجہ سے تم بعض صحابہ کی تنقیص نہ کرنا، ان کے درجے اگر چہ مختلف ہیں، مگر ان سب کا جنتی ہونا بالکل یقینی ہے، کیونکہ رب وعدہ فرما چکا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ تمام صحابہ عادل و متقی ہیں، کیونکہ سب سے رب نے جنت کا وعدہ فرما لیا، جنت کا وعدہ فاسق سے نہیں ہوتا۔ جو تاریخی واقعہ ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے، وہ جھوٹا ہے، قرآن سچا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو صحابہ بوقت مشکل خادم رہے، ان کا بڑا درجہ ہے، لہٰذا بی بی خدیجہ، صدیق اکبر بڑے درجے والے ہیں، کیونکہ آڑے وقت کے ساتھی ہیں، رب فرماتا ہے:
﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾۔''

(تفسیر نور العرفان، ص859)

❁ مفتی صاحب سورت فتح (۲۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور کے صحابہ خصوصا ابوبکر صدیق جو غار کے ساتھی اور قبر کے بھی ساتھی ہیں۔......سارے صحابہ کفار پر ایسے سخت ہیں، جیسے شیر شکار پر، خصوصا حضرت عمر فاروق کہ ان سے شیطان بھاگتا ہے، ان کے دل میں کفار و منافقین سے کبھی الفت ہو سکتی ہی نہیں۔......سارے صحابہ ایک دوسرے پر ایسے مہربان ہیں، جیسے باپ بیٹے پر، یا مہربان بھائی اپنے ماں جائے پر، خصوصا حضرت عثمان غنی۔ خیال رہے کہ صحابہ کی آپس کی جنگیں اس مہربانی و محبت کے خلاف نہیں، وہ جنگیں نفسانی نہ تھیں، اختلاف رائے کی بنا پر تھیں۔......سارے ہی صحابہ عبادت گزار، شب بیدار ہیں، خصوصا حضرت علی مرتضیٰ۔ ان چار جملوں

میں چار یار کی صفات بیان ہوئیں، معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی مدح سنت الٰہیہ ہے اوران کی بدگوئی طریقہ ابلیس ہے۔......حضور کے صحابہ کی مدح ومناقب توریت وانجیل میں بھی ذکر کی گئیں۔......صحابہ کرام کوکھیتی سے اس لیے تشبیہ دے، جیسے کھیتی پر زندگی کا دارومدار ہے، ایسے ہی ان پر مسلمانوں کی ایمانی زندگی کا مدار ہے۔اور جیسے کھیتی کی ہمیشہ نگرانی کی جاتی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہمیشہ صحابہ کرام کی نگرانی فرماتا رہے گا، نیز جیسے کھیتی اولا کمزور ہوتی ہے، پھر طاقت پکڑتی ہے، ایسی ہی صحابہ کرام اولا بہت کمزور معلوم ہوتے تھے، پھر طاقت ور ہوئے۔......ایسے ہی صحابہ کی جماعت رب کو بڑی پیاری، بھلی معلوم ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ صحابہ سے محبت سنت الٰہیہ ہے۔......معلوم ہوا کہ صحابہ سے جلنے والے سب کافر ہیں۔قرآن کریم نے کسی اسلامی فرقے پر صراحتاً کفر کا فتویٰ نہ دیا، سوا دشمن صحابہ کے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی الفت ومحبت نصیب فرمائے، آمین۔......خیال رہے کہ ﴿مِنْهُمْ﴾ میں ﴿مِنْ﴾ بیانیہ ہے، ﴿مِنْ﴾ تبعیضیہ نہیں، کیونکہ سارے صحابہ مومن وصالح ہیں۔رب فرماتا ہے: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ رب نے سب سے جنت کا وعدہ فرما لیا۔......معلوم ہوا کہ صحابہ کا ثواب تمام مسلمانوں کے ثواب سے زیادہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ صحابی کا چار سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔‘‘

(تفسیر نور العرفان، ص821)

❁ مفتی صاحب سورت حشر (۸،۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی ان مجبوروں کی ہجرت بھی اللہ ورسول کی رضا کے لیے ہے۔......یعنی ان مہاجرین کی ہجرت کا اصل مقصد اللہ ورسول کی مدد کرنا ہے۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضور کی مدد کرنا در پردہ رب کی مدد کرنا ہے۔ کیونکہ مہاجرین حضور کی مدد کے لیے آئے تھے، رب نے فرمایا: میری مدد کے لیے آئے۔ ......اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کی خلافت برحق ہے، کیونکہ ان خلافتوں کو سارے مہاجرین وانصار نے حق کہا اور وہ سب سچے ہیں۔ ......اس آیت میں انصار کی انتہائی مدح وثنا ہے۔ یہ حضرات دو قبیلے تھے، بنی اوس اور بنی خزرج۔ ......یعنی ان خوش نصیب لوگوں نے حضور کی ہجرت سے پہلے مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کی اور ایمان قبول کرلیا۔......یعنی مہاجرین کی آمد سے دل تنگ نہ ہوئے، بلکہ خوشی خوشی انہیں اپنا دائمی مہمان بنا لیا۔اپنے مکانات، باغات میں انہیں نصف کا حصہ دار کرلیا۔اس سے معلوم ہوا کہ تمام مہاجرین سے محبت کرنا کمال ایمان کی نشانی ہے۔......یعنی مہاجرین کو جو غنیمت وغیرہ سے زیادہ اموال دے دیے جاویں، تو انصار اس پر شک نہیں کرتے، حضور کے فیض محبت سے ان کے دل مَلکی بن چکے تھے، حسد، رشک، حرص سے پاک ہو چکے ہیں۔ ......اس طرح کہ خود بھوکے رہ کر مہاجر بھائی کو کھلا دیتے ہیں۔ یہ آیت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، حضور کی بارگاہ میں ایک مسکین بھوکا حاضر ہوا، حضور نے فرمایا: جو اسے مہمان بنائے، اللہ اس پر رحمت نازل کرے۔ ابوطلحہ اسے اپنے گھر لے گئے۔گھر میں بچوں کے لیے تھوڑا کھانا تھا، باقی کچھ نہ تھا۔آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچوں کو

بہانہ سے بھوکا سلا دینا اور رات کو کھاتے وقت بہانہ سے چراغ گل کر دینا، چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ آپ مہمان کے ساتھ کھانے بیٹھے اور دکھانے کے لیے جھوٹ موٹ ان کے ساتھ کھاتے رہے، سب نے بھوکے رات گزار دی۔ اس بھوکے کا پیٹ بھر دیا۔ ان کے حق میں یہ آیت کریمہ اتری۔ جب صبح کو سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیت سنائی اور فرمایا: رب تم سے راضی ہوا۔ (بخاری: ۴۸۸۹، وغیرہ۔ از ناقل)......یعنی جس کا نفس لالچ سے پاک وصاف رکھا گیا، وہ بہت کامیاب ہے، جیسے تمام صحابہ، خصوصا انصار، معلوم ہوا کہ صحابہ کی آپس کی جنگیں دنیاوی لالچ کے لیے نہ تھیں، بلکہ اختلاف رائے کی بنا پر۔ ......یعنی تمام صحابہ وانصار اور سلف صالحین کو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے، سلف کے لیے بھی کرے۔......معلوم ہوا کہ مؤمن کی پہچان یہ ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت سے اچھی عقیدت رکھے اور ان کے لیے دعاء مغفرت کرے۔ جس کے دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے، وہ مؤمن نہیں۔......اس سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کی تین جماعتیں ہیں؛ مہاجرین، انصار، ان کے دعا گو مؤمن۔ لہٰذا روافض اور خوارج ان تینوں سے خارج ہیں، کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مؤمنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے دعا گو ہیں اور ان کے سینے عام مسلمانوں، خصوصا صحابہ کے لیے پاک ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص873)

❀ مفتی صاحب سورت انفال (۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ تمام صفات سارے صحابہ میں موجود ہیں، لہٰذا وہ قرآن کی گواہی سے مؤمن برحق ہیں، جو ان میں سے کسی کے ایمان میں شک کرے، وہ اس آیت کا انکار کر رہا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص282)

❁ مفتی صاحب سورت توبہ (۷۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''وہ انصار، جنہوں نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اس طرح ٹھہرایا کہ اپنے گھر، مال ومتاع میں برابر کا شریک کرلیا اور ان کی ہر طرح مدد کی، یہ سچے پکے مؤمن ہیں۔......سارے انصار سچے مؤمن ہیں۔......مہاجرین کی مدد کرنے کا بڑا درجہ ہے اور انصار کی جماعت بڑی ہی شان والی ہے۔......اس آیت سے تمام مہاجرین وانصار کا سچا مومن ہونا اور ان کا صاحب درجات ہونا معلوم ہوا۔ ان میں سے کسی کے ایمان یا متقی ہونے کا انکار کفر ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ تمام صحابہ عادل ہیں، فاسق کوئی نہیں۔ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہوا، تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے، اس پر باقی نہیں رہتے۔......مہاجرین کے چند طبقے ہیں؛ ایک وہ جنہوں نے پہلی بار ہی مدینہ پاک کو ہجرت کی، جنہیں مہاجرین اولین کہا جاتا ہے، دوسرے وہ جنہوں نے حبشہ کو، پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت کی، انہیں صاحب ہجرتین کہتے ہیں۔ تیسرے وہ جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی، انہیں ہجرت ثانیہ والے کہتے ہیں۔ یہاں مہاجرین اولین مراد ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص297)

❁ مفتی صاحب سورت حجرات (۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام کے دل رب نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں، جو انہیں فاسق مانے، وہ اس آیت کا منکر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص822)

❁ مفتی صاحب سورت ہود (۲۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''نبی کے صحابہ کو برا کہنا، نظر حقارت سے دیکھنا کافروں کا کام ہے۔ تمام صحابہ کی عظمت ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کے دل میں صحابہ رسول کا احترام نہ ہوگا، اسے ایمان نصیب نہ ہوگا۔ بے ادب بے نصیب۔ مگر صحابہ کی طرف ہر منسوب چیز کا احترام چاہیے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص357)

❁ مفتی صاحب سورت فتح (۲۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''وہ تمام حضرات مخلص مومن تھے، کیونکہ یہ سکینہ سب پر اترا۔ جو یہ کہے کہ اس جماعت میں صرف حضرت علی مومن تھے، وہ ان تمام آیات کا منکر ہے۔ اگر وہ حضرات مومن نہ تھے، تو پھر دنیا میں کوئی مومن نہیں، ہم سب ان کے صدقہ سے مومن ہیں۔......حضور کے صحابہ تمام خلق سے افضل ہیں بعد انبیاء۔ اور کوئی غیر صحابی مومن صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔...... کیونکہ رب تعالیٰ نے ان بزرگوں کو اپنے محبوب کی صحبت، قرآن کریم کی خدمت، دین کی حفاظت کے لیے چنا ہے۔ اگر ان میں کچھ بھی نقصان ہوتا، تو اس پاکوں کے سردار محبوب کی ہم راہی کے لیے ان کا چناؤ نہ ہوتا۔ موتی ہر ڈبیہ میں نہیں رکھا جاتا، اس کے لیے ایک خاص قیمتی ڈبہ ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ کلمہ تقویٰ سے مراد کلمہ طیبہ ہے،

یاوفاداری یاہرقسم کی ظاہری وباطنی پرہیزگاری۔اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی فاسق نہیں،تمام متقی وعادل ہیں، جوانہیں فاسق کہے،وہ اس آیت کامنکر ہے۔رب تعالیٰ جس کے ساتھ تقویٰ پرہیزگاری لازم کردے،اسے جدا کرنے والا کون؟''

(تفسیر نورالعرفان،ص820)

❁ مفتی صاحب سورت بقرہ (۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''قرآن میں شک نہ ہونا اس وقت درست ہوگا، جب حضرت جبرائیل میں، حضور ﷺ میں اور صحابہ میں شک نہ ہو۔کیونکہ جبرائیل قرآن کورب سے لینے والے،حضور جبرائیل سے لینے والے اور صحابہ حضور سے لینے والے۔اگر ان تین جگہوں میں کہیں شک ہوجاوے،تو قرآن مشکوک ہوگا،تو جوصحابی کوفاسق مانے،وہ قرآن کو یقیناً نہیں مان سکتا، کیونکہ پھر شبہ ہوگا کہ شاید صحابی نے قرآن میں خیانت کرلی ہو،لہٰذا صحابہ کا متقی ماننا اتنا ہی ضروری ہے، جتنا حضرت جبرائیل یا حضور کو ماننا۔''

(تفسیر نورالعرفان،ص3)

❁ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کے صحابہ واہل بیت محبوبان بارگاہ الٰہی ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان،ص983)

❁ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور علیہ الصلاۃ والسلام اوران کے صحابہ کی بدگوئی بدترین کفر ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان،ص984)

❁ مفتی صاحب سورت بینہ(٦) کے تحت لکھتے ہیں:

''ہر قسم کے کفر کی سزا دوزخ میں ہمیشگی ہے۔ اللہ کا منکر، نبی کا منکر، قرآن کا انکاری اور صحابہ، اہل بیت کا دشمن، اس عذاب میں یکساں ہیں۔

(تفسیر نور العرفان، ص957)

❀ مفتی صاحب سورت توبہ (۱۰۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''سابقین اولین یا وہ حضرات صحابہ ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں، یا اہل بدر یا بیعت رضوان والے۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں اور مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور بچوں میں حضرت علی مرتضیٰ۔ اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان ہونا بھی اچھی صفت ہے اور آڑے وقت میں حضور کی خدمت کرنی بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ ......
قیامت تک کے تمام وہ مسلمان، جو مہاجرین وانصار کی اطاعت و پیروی کرنے والے ہیں، یا باقی صحابہ کرام، ان سب سے اللہ راضی ہے، مگر اگلے امام ہیں اور پچھلے مقتدی۔ اس (آیت) سے تین مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں، جو تمام مہاجرین وانصار صحابہ کے پیروکار ہیں، لہٰذا روافض وخوارج باطل پر ہیں، دوسرے یہ کہ ہر متقی سنی مسلمان کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں، یہ لفظ صحابہ کے لیے خاص نہیں۔ تیسرے یہ کہ جب رب تعالیٰ صحابہ کے غلاموں سے راضی ہے، تو خود صحابہ سے کتنا راضی ہوگا!۔ اس (آیت) سے چند مسائل ثابت ہوئے، ایک یہ کہ سارے صحابہ عادل ہیں، جنتی ہیں، ان میں کوئی گناہ گار فاسق نہیں، دوسرے یہ کہ کوئی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، کہ ان کے جنتی ہونے کا وعدہ الٰہی ہو چکا، تیسرے یہ کہ جو

تاریخی واقعات یا روایت ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے، وہ مردود ہے، کہ اس آیت کے خلاف ہے۔ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، ان میں سے بعض کے فضائل خصوصی منقول ہیں، مگر کل کے لیے یہ آیت ہے، جیسے حضرات انبیاء۔''

(تفسیر نور العرفان، ص322)

❁ مفتی صاحب سورت احزاب (۲۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''جو مردود کہے کہ صحابہ کرام حضور کے پردہ فرمانے کے بعد ایمان سے پھر گئے اور انہوں نے اپنا دین تبدیل کر دیا، وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ان کے متعلق رب تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ یہ حضرات بالکل نہ بدلے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص671)

❁ مفتی صاحب سورت ہمزہ (۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''روافض ابوجہل، اخنس بن شریق وغیرہ کفار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صحابہ کو عیب لگاتے ہیں، ان کی سزا بھی ان جیسی ہی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص961)

❁ مفتی صاحب سورت نصر (۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ صحابہ صرف پانچ یا سات نہیں، بلکہ ہزاروں ہیں، کہ انہیں رب نے افواج فرمایا۔ دوسرے یہ کہ فتح مکہ اور بعد فتح ایمان لانے والوں کا ایمان قبول ہوا، اس میں ابوسفیان، امیر معاویہ، حضرت وحشی وغیرہ، سب ہی شامل ہیں۔ یہ سب لوگ صحیح الایمان تھے، رب نے ان کی داخل ایمان ہونے کی گواہی دی، تیسرے یہ کہ یہ لوگ بعد بھی دین پر قائم

رہے، کیونکہ ان کا دین میں داخل ہونا اس آیت سے ثابت ہے، مگر دین سے نکل جانا کسی شخص سے ثابت نہیں، نیز اگر یہ لوگ مرتد ہونے والے ہوتے، تو رب تعالیٰ ان کے ایمان کو اس شاندار طریقہ سے بیان نہ فرماتا۔ اس سے وہ روافض عبرت پکڑیں، جو کہتے ہیں کہ سوائے پانچ حضرات کے باقی تمام صحابہ منافقت سے ایمان لائے اور حضور کے بعد مرتد ہو گئے۔ یاد رہے کہ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، اصحاب بدر تین سو تیرہ، خلفائے راشدین چار، جیسے تعداد انبیاء و رسل و مرسلین۔ نیز مکہ فتح ہوتے ہی آپ دیکھیں گے کہ اہل عرب ہر طرف سے فوج در فوج آپ کی خدمت میں آ کر کلمہ پڑھیں گے، اس سے پہلے ایک ایک، دو دو آدمی ایمان لاتے تھے، چنانچہ بعد فتح مکہ بنی اسد، بنی فزارہ، بنی مرہ، بنی کنانہ، بنی ہلال، بنی تمیم، قبیلہ ابوالقیس، بنی طی کے لوگ، یمن، شام، عراق، طائف سے، سارے مکے والے جوق در جوق آئے اور اسلام لائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص964)

❁ مفتی صاحب سورت آل عمران (۱۷۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''اے صحابہ! یہ حال رہے گا نہیں کہ منافق و مومن ملے جلے رہیں، بلکہ عنقریب اللہ کے رسول منافقوں کو چھانٹ کر دکھا دیں گے باذن اللہ۔ اب جو کہے کہ معاذ اللہ! اکثر صحابہ چھپے ہوئے منافق تھے، جو حضور کے بعد خلیفہ بھی بن گئے، وہ اس آیت کا منکر ہے۔ حضور نے وفات سے بہت پہلے مخلص، منافق علیحدہ کر کے دکھا دیے تھے۔ ......اسی طرح کہ نبی ﷺ کو ان منافقوں کے رسوا

فرمانے کی اجازت دے دے گا، پھر حضور ان کی پردہ پوشی نہ فرمائیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بھی ہر کافر، مومن ومنافق کو پہچانتے تھے، پھر حضور ﷺ کی پہچان کا کیا پوچھنا! اب جو کہے کہ حضور کو مخلص ومنافق کی پہچان نہ تھی، وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اس آیت کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضور ﷺ نے ایک مجلس میں منافقوں کو نام بہ نام پکار کر نکال دیا تھا۔ جس سے ان کا نفاق خوب کھل گیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص115)

❁ مفتی صاحب سورت نساء (۱۵۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کے تمام صحابہ واہل بیت کو ماننا ضروری ہے، بعض کو حد سے بڑھا دینا اور بعض کا دشمن ہو جانا یہود کی سی بے ایمانی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص161)

❁ مفتی صاحب سورت حجرات (۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کفر وفسق اور گناہ سے دلی بیزار ہیں، ان کے دلوں میں ایمان، تقویٰ، رشد وہدایت ایسی رچ گئی ہے، جیسے گلاب کے پھول میں رنگ وبو۔...... اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں، جنگ وجدال گناہ ہے، مگر دونوں فریق کو مؤمن فرمایا گیا، اس لیے حضور نے امام حسن کی یہ بزرگی بیان فرمائی کہ وہ مسلمانوں کے دو گروہ میں صلح کا باعث ہوں گے۔ حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ اس قسم کی تھی کہ امیر معاویہ نے امام برحق حضرت علی کی غلطی سے مخالفت کی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص823)

❁ مفتی صاحب سورت نساء (۹۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ اجتہادی غلطی پر جو مومن کا قتل واقع ہو، اس کا یہ حکم نہیں، جیسے امیر معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کی جنگ میں ہوا۔ کیونکہ وہاں فریقین نے ایک دوسرے کو مباح الدم سمجھا۔ حضرت علی نے امیر معاویہ کو باغی جانا اور امیر معاویہ نے حضرت علی کو قتل عثمانی کے بدلہ لینے میں سستی کرنے والا سمجھا۔ حضرت علی نے اس آیت سے استدلال کیا: ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ امیر معاویہ نے اس آیت سے استدلال کیا: ﴿فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا﴾ بہرحال امیر معاویہ سے لغزش ہوئی۔ دونوں اللہ کے پیارے ہیں۔ جیسے کوئی مسلمان کو غلطی سے کافر سمجھ کر قتل کر دے، تو وہ قتل قتل عمد نہیں، ایسے ہی یہ ہوا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص146)

❁ مفتی صاحب سورت انفال (٦) کے تحت لکھتے ہیں:

''قرطاس کے موقع پر جو حاضرین بارگاہ میں اختلاف ہوگا، وہ بھی خلاف ایمان نہیں۔ رائے دینے کا اختلاف کفر نہیں۔ مخالفت کا جھگڑا کفر ہے۔ اسی طرح حضرت علی اور امیر معاویہ کا اختلاف ہے، کہ جب حضور سے اختلاف رائے کفر نہیں ہوا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف رائے کفر کیسے ہو سکتا ہے؟''

(تفسیر نور العرفان، ص282)

❁ مفتی صاحب سورت یوسف (۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''نبی کی رائے کی مخالفت کفر نہیں، کیونکہ برادران یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام

کو جو کہ نبی تھے ایذاء دی اور ان کی رائے کو غلط قرار دیا، لیکن قرآن کریم نے اسے کفر قرار نہ دیا، نہ بعد ملاقات یوسف علیہ السلام نے ان سے توبہ کرا کر انہیں دوبارہ مسلمان کیا، لہٰذا امیر معاویہ کو محض علی مرتضیٰ کی مخالفت کی وجہ سے فاسق وغیرہ نہیں کہا جا سکتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص376)

❁ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''امیر معاویہ حضرت علی کے دشمن نہ تھے، خون عثمانی کی وجہ سے مخالف تھے۔ دشمنی اور مخالفت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اختلاف رائے نبی کی بھی کفر نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص391)

❁ مفتی صاحب سورت یوسف (۱۰۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''بھائیوں کا اختلاف اگرچہ کسی حد تک پہنچ جاوے، بھائی چارہ کو منقطع نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی امیر معاویہ وعلی مرتضیٰ کا اختلاف خواہ بہت سخت تھا، مگر وہ اس کے باوجود بھائی بھائی تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص393)

❁ مفتی صاحب سورت بقرہ (۱۸۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رب نے صحابہ کی گزشتہ غلطی کو معاف فرما دیا، کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں فرمایا۔ یہ ان کی خصوصیت ہے۔ دوسرے یہ کہ اب جو کوئی ان بزرگوں کی اس لغزش کو برائی سے یاد کرے، وہ سخت مجرم ہے۔ رب معافی کا اعلان کر چکا، تم بگڑنے والے کون؟''

(تفسیر نور العرفان، ص44)

❁ مفتی صاحب سورت نساء (۱۴۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ کفر کرنا، کفر کرانا، کفر سے راضی ہونا سب کفر ہے اور سب درجہ میں برابر ہیں، بلکہ کفر کی مجلس میں جانا بھی حرام ہے شرکت کی غرض سے۔ لہٰذا بد مذہبوں کے جلسوں، ماتم کی مجلسوں، نوحہ، تبرا کی محفلوں میں شریک ہونا حرام، اگر چہ خود نہ کرے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص159)

❁ مفتی صاحب سورت لہب (۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''جس سر میں حضور کی عداوت ہو، اس پر یہاں بھی کانٹے اور آخرت میں بھی کانٹے۔ جیسے آج صحابہ سے عداوت رکھنے والے سینے ماتم کے بہانہ پیٹے کوٹے جاتے ہیں، یہاں بھی کٹتے ہیں، آخرت میں بھی آتشین زنجیروں سے کٹیں گے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص987)

❁ مفتی صاحب سورت انعام (۱۳۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض موجودہ روافض گھوڑے کو، کہ اس پر سواری وغیرہ نہ کرتے تھے، کچھ کام نہ لیتے تھے۔ آج کل ضلع گجرات میں یہ بیماری پھیل رہی ہے، کہ بعض جہلا نے امام حسین کے نام پر گھوڑا چھوڑ دیا ہے، جو صرف محرم میں جلوس نکالنے اور ساتھ میں سینہ کوٹنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص231)

❁ مفتی صاحب سورت مدثر (۴۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی صدقہ مقبول نہ دیتے تھے، ورنہ بہت کفار بڑی بڑی خیراتیں کرتے،

سبیلیں لگاتے ،لنگر جاری کرتے ہیں،مگر بالکل بیکار، جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بیکار ہے۔''

(تفسیر نور العرفان،ص220)

فضائل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

❀ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (۱۹۷۱ء) سورت حجرات (۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے، جیسے اللہ کا ایک ہونا یقینی، کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب واجر ہمارے وہم وگمان سے بالا ہے، کہ رب نے اسے عظیم فرمایا۔تمام دنیا قلیل ہے،مگر ان کا ثواب عظیم۔''

(تفسیر نور العرفان،ص822)

❀ مفتی صاحب سورت زمر (۳۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق بڑے درجے والے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان،ص737)

❀ مفتی صاحب سورت توبہ (۴۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق، جو حضور کے یار غار ہیں۔لفظ یار غار اس آیت سے حاصل ہوا۔آج بھی دلی دوست اور باوفا یار کو یار غار کہا جاتا ہے۔ اس (آیت) سے دو مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کی صحابیت قطعی، ایمانی، قرآنی ہے،لہٰذا اس کا انکار کفر ہے، دوسرے یہ کہ صدیق اکبر کا

درجہ حضور کے بعد سب سے بڑا ہے، کہ انہیں رب نے حضور کا ثانی فرمایا۔ اس لیے حضور نے انہیں اپنے مصلیٰ پر امام بنایا۔ آپ چار پشت کے صحابی ہیں، والدین بھی، خود بھی، ساری اولاد بھی، اولاد کی اولاد بھی صحابی، جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بعد خلافت صدیق اکبر کے لیے ہے۔ رب تعالیٰ انہیں دوسرا بنا چکا، پھر انہیں تیسرا یا چوتھا کرنے والا کون ہے؟ وہ تو قبر میں بھی دوسرے ہیں، حشر میں بھی دوسرے ہوں گے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص308)

❁ مفتی صاحب سورت احزاب (۴۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ تمام صحابہ کرام خصوصا صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں، کہ ان پر رب درود بھیجتا ہے، دوسرے یہ کہ حضور کے آل واصحاب پر حضور کے نام شریف کے ساتھ درود پڑھنا جائز ہے۔......اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ کرام کو گمراہ مانے، وہ اس آیت کا منکر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص676)

❁ مفتی صاحب سورت احقاف (۱۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ ساری آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی......۔''

(تفسیر نور العرفان، ص803)

❁ مفتی صاحب سورت اعراف (۴۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''صواعق محرقہ میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، کہ رب نے ان کے سینے میں کسی طرف سے کینہ نہ چھوڑا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص247)

❁ مفتی صاحب سورت نور (۲۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے پتہ لگا کہ ابو بکر صدیق رب تعالیٰ کی نظر میں بڑی عظمت والے ہیں، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے انہیں امامت کے لیے اپنے آخری وقت میں منتخب فرمایا۔ امام افضل ہی کو بنایا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق بعد انبیاء افضل الخلق ہیں، کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں ﴿أُولُوا الْفَضْلِ﴾ مطلقا فرمایا، بغیر کسی قید۔ لہٰذا آپ مطلقاً بزرگی والے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ﴿مِنْكُمْ﴾ میں خطاب تمام اہل بیت وصحابہ سے ہے، تاکہ معلوم ہو کہ وہ تمام اہل بیت اور صحابہ سے افضل ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ﴿وَالسَّعَةِ﴾ کے بعد ﴿مِنْكُمْ﴾ نہ آیا، کیونکہ صدیق اکبر سب صحابہ سے مالدار نہ تھے۔......یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو دین ودنیا کی خوبیاں کامل طور پر بخشیں۔ یہ پوری آیت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی، جبکہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے، کیونکہ یہ حضرت ام المومنین کے بہتان میں شریک ہو گئے تھے۔ حضرت مسطح فقیر مہاجر اور حضرت ابو بکر صدیق کے عزیز تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے وظیفہ پر گزارا کرتے تھے، مگر ام المومنین کو تہمت لگانے میں شریک ہو گئے اور انہیں سزا یعنی اسی کوڑے لگائے گئے، مگر حضرت صدیق سے فرمایا گیا کہ اے ابو بکر! تم تم ہی ہو، وہ وہ ہی ہیں۔ تم مسطح کا وظیفہ بند نہ کرو، تم تو انہیں اللہ کے لیے دیتے ہو۔ ...... جب یہ آیت حضور نے ابو بکر صدیق کو سنائی، تو آپ نے عرض کیا کہ ہاں ضرور چاہتا ہوں کہ رب میری مغفرت

کرے، یہ کہہ کر حضرت مسطح کا وظیفہ جاری کر دیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔‘‘
(تفسیر نور العرفان، ص561-562)

❁ مفتی صاحب سورت اللیل (۱۷تا۲۱) کے تحت لکھتے ہیں:

’’اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق مومن برحق صحابی اور بڑے متقی ہیں کہ انہیں رب نے کفار سے مختلف قرار دیا۔......وہ ابو بکر صدیق، جنہوں نے اپنا بہترین مال (فسطاس غلام) اللہ کی راہ میں دیا اور روز ازل سے متقی ہوئیکہ دنیا میں آ کر کبھی گناہ نہ کیا اور جنہوں نے ہر اچھی بات یعنی حضور کے ہر قول و فعل کو قولاً، عملاً، اعتقاداً سچ جانا۔ ہم ان کے لیے دنیا، نزع، قبر، حشر میں ہر طرح کی آسانیاں مہیا کر دیں گے، بلکہ ان کے طفیل عالم کی مشکلیں آسان کر دیں گے، حضور کی وفات کے بعد اسلام و مسلمین کی مشکلیں انہیں حل مشکلات صدیق اکبر کے طفیل حل ہوئیں، یا یہ مطلب ہے کہ جو ہر طرح کا مال حق داروں کو دے اور ریا و طعن و تشنیع، ایذاء رسانی سے بچے، تمام ایمانیات کی تصدیق کرے، اسے دنیا میں مرتے وقت، قبر، حشر میں آسانیاں ہوں گی۔......ان آیتوں میں ابو بکر صدیق کے بہت مناقب ارشاد ہوئے؛ ایک ان کا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا، یا اس طرح کہ دنیا میں نہ کوئی گناہ سرزد ہوا، نہ ہوگا، قبر و حشر میں دوزخ سے اتنا فاصلہ کہ وہاں کی گرمی تو کیا، آواز بھی نہ آئے، رب فرماتا ہے: ﴿لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا﴾، یا اس طرح کہ ان کی اولاد بلکہ تا قیامت ان کے ماننے والوں کو دوزخ سے نجات ہو گی۔ ...... یہ حضرت ابو بکر صدیق کی دوسری منقبت ہے، اس سے چند مسئلے

معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ ساری امت محمدیہ میں ابوبکر صدیق بڑے متقی و پرہیز گار ہیں، کیونکہ اتقی مطلق ارشاد ہوا، دوسرے یہ کہ بعد انبیاء ابوبکر صدیق کا بڑا پرہیز گار ہونا بھی قرآن سے ثابت اور بڑے پرہیز گار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت، لہٰذا افضلیت صدیق قطعی ہے، اس کا منکر گمراہ ہے۔ اس لیے رب نے انہیں ﴿اُولُوا الْفَضْلِ﴾ فرمایا، اور ﴿وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ حضور نے انہیں اپنی مرض وفات میں تمام صحابہ کی امامت کے لیے منتخب فرمایا۔ تیسرے یہ کہ جو شخص یا تاریخ حضرت صدیق کا عیب بیان کرے، وہ جھوٹی ہے، کہ قرآن کے خلاف کہتا ہے۔...... اس سے چند فائدے حاصل ہوئے؛ ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کے تمام صدقات و خیرات قبول ہیں، کیونکہ یہاں ﴿يُؤْتِي﴾ مضارع فرمایا گیا، جو دوام تجددی چاہتا ہے، حضرت صدیق نے اپنا سارا مال غزوہ تبوک کے موقعہ پر خیرات کر دیا۔ حضور ان کا مال ایسا خرچ کرتے تھے، جیسے باپ سعادت مند بیٹے کا مال بے تامل خرچ کرتا ہے۔ ...... حضرت بلال اور بہت سے غلاموں کو آزاد کیا، دوسرے یہ کہ ابوبکر صدیق کے ہر صدقہ میں اعلیٰ درجہ کا اخلاص ہے، جس کی رب گواہی دے رہا ہے۔ ...... یعنی ابوبکر صدیق نے حضرت بلال کو صرف رضا الٰہی کی تلاش میں آزاد کیا، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کی وہ شان ہے، کہ ان کے اخلاص و حسن نیت کا رب تعالیٰ گواہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص974-975)

❁ مفتی صاحب سورت آل عمران (۱۵۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ یہ حضرات (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سرکار کے شاندار وزیر ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص110)

❁ مفتی صاحب سورت بقرہ (۲۷۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر بڑے اجر کے مستحق ہیں۔ ان کے اعمال بڑے مقبول ہیں، وہ اللہ کے ولی ہیں، دنیا وآخرت کے رنج وغم سے آزاد ہیں۔ ان کا لقب عتیق ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص73)

❁ مفتی صاحب سورت زمر (۱۷، ۱۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ دونوں آیتیں ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئیں، جب آپ ایمان لائے، تو آپ نے حضرت عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید کو اپنے ایمان کی خبر دی اور انہیں بھی دعوت ایمان دی۔ یہ حضرات بھی آپ کی تبلیغ سے ایمان لائے، سبحان اللہ مبارک ہے وہ درخت، جس کے پھل ایسے ہوں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص734)

❁ مفتی صاحب سورت حدید (۱۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا، سب سے پہلے راہ خدا میں خیرات کی، سب سے پہلے حضور کی خدمت کی۔ اگرچہ نزول خاص ہے، مگر حکم عام۔ لہٰذا اس میں سارے سابقین صحابہ داخل ہیں، جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص859)

خلافت ابی بکر صدیق:

❁ مفتی صاحب سورت مائدہ (۵۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں قوم سے مراد ابوبکر صدیق اور ان کا لشکر ہے اور انہیں لانے سے مراد ان حضرات کا برسراقتدار فرمانا ہے، ورنہ وہ حضرات اس وقت بھی موجود تھے۔ ......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی خلافت کی حقانیت صاف طور پر مذکور ہے، کیونکہ مرتدین سے جہاد آپ ہی نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا۔ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے جہاد کافروں سے اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی جنگیں صرف باغیوں سے ہوئیں۔ مرتدین سے جہاد صرف حضرت صدیق اکبر نے کیا، جو اس آیت میں مذکور ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص185)

❁ مفتی صاحب سورت فتح (۱۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت میں زمانہ صدیقی کے جہاد مراد ہیں، جو مرتدین وغیرہم سے ہوئے۔ لہٰذا یہ آیت خلافت صدیقی کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔......معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر یا جنگ یمامہ میں آپ کا ساتھ چھوڑنے والا سخت عذاب کا مستحق ہے، کیونکہ ﴿تَوَلَّيْتُمْ﴾ دونوں کو شامل ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص818)

❁ مفتی صاحب سورت نور (۵۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''خلافت سے مراد نیابت رسول اللہ ہے۔ رب ظاہری نیابت ظاہری خلفائے راشدین کو مرحمت فرمائے گا۔ ......اس سے معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین

صالحین متقی ہیں، کیونکہ خلافت دینے کا وعدہ متقیوں سے تھا اور انہیں رب نے خلافت دی، تو معلوم ہوا کہ وہ اس کے اہل تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص569)

❁ مفتی صاحب سورت حشر (۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے، کیونکہ ان خلافتوں کو سارے مہاجرین وانصار نے حق کہا اور وہ سب سچے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص873)

❁ مفتی صاحب سورت صف (۱۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس میں اشارۃ صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی خلافتوں کا ذکر ہے، کیونکہ اس فتح سے مراد فارس وروم کی فتح بھی ہے اور یہ فتوحات عہد فاروقی وعثمانی میں زیادہ تر ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ وہ خلافتیں برحق ہیں۔ ان کی فتوحات رب کو پیاری ہیں، جن کی بشارت دی جارہی ہے۔......اسی طرح کہ حضور کی حیات شریف میں حضور کے ساتھ جہاد کرو اور حضور کے بعد خلفائے راشدین کے ساتھ رہو، دین پھیلاؤ، ایسے ہی قیامت تک مجاہد رہو۔''

(تفسیر نور العرفان، ص883)

فضائل اہل بیت:

❁ مفتی صاحب سورت آل عمران (٦١) کے تحت لکھتے ہیں:

''نواسوں کو بیٹا اور بیٹی کو اپنی نساء کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر حضرت حسنین، فاطمہ الزہراء، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لے کر مباہلہ کے

لیے گئے تھے، بلکہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بیٹوں میں داخل تھے۔ یہ چھوٹے بھائی تھی اور قاعدہ ہے کہ انسان ایسے موقعہ پر اپنی اور اپنی اولاد ہی کی قسم کھاتا ہے، احباب، ازواج کی قسم نہیں کھاتا۔ یہ آیت کریمہ اہل بیت اطہار کی انتہائی عظمت فرما رہی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص91)

❁ مفتی صاحب سورت شوریٰ (۲۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''نیک کام سے مراد محبت آل رسول ہے، یعنی جو ان سے محبت کرے گا، ہم اسے اور نیک اعمال کی توفیق دیں گے اور ایسے کاموں کی توفیق بخشیں گے، جو طاقت انسانی سے باہر معلوم ہوتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص775)

یہ روافض کی تفسیر ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے کسی سے یہ تفسیر ثابت نہیں۔ بے شک اہل بیت سے محبت ایمان ہے، لیکن اس آیت میں ان کا ذکر تک نہیں۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک عمل مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج یا کوئی عمل خیر کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے شرح صدر عطا فرما دے گا اور اسے مزید نیک اعمال کی توفیق عنایت فرمائے گا۔

❁ مفتی صاحب سورت احزاب (۵۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''درود مکمل کرنے کے لیے آل پاک کا ذکر بھی چاہیے، لہٰذا اس آیت میں حضور پر درود سے مراد خود حضور اور آل پاک پر درود ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص679)

❁ مفتی صاحب سورت طٰہٰ (۸۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ اب ہدایت اہل بیت کی محبت پر موقوف ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص506)

یہ قول تفسیر طبری (۱۶/ ۱۲۹) میں ہے۔ سند ضعیف ہے۔ عمر بن شاکر ضعیف ہے۔

❀ مفتی صاحب سورت آل عمران (۱۰۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض مفسرین نے فرمایا کہ حبل اللہ حضور ﷺ کی آل پاک ہے۔ لہٰذا آل رسول کی غلامی ہدایت ونجات کا ذریعہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص99)

اہل سنت مفسرین حبل اللہ سے مراد آل رسول نہیں لیتے۔ ہوسکتا ہے کہ روافض سے متاثر مفسرین نے یہ تفسیر کی ہو۔

❀ مفتی صاحب سورت نساء (۵۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''امام مہدی سیدوں میں سے ہوں گے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص136)

❀ مفتی صاحب سورت الصافات (۲۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''دیلمی نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ لوگوں سے حضرت علی اور اہل بیت اطہار کی محبت کے بارے میں سوال ہوگا......۔''

(تفسیر نور العرفان، ص713)

بے سند اور بے بنیاد جھوٹی روایت ہے۔

ازواج مطہرات اہل بیت ہیں:

❀ مفتی صاحب سورت احزاب (۳۲،۳۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج مطہرات افضل ہیں، کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی۔...... بلکہ تمام جہان کی اولین وآخرین عورتوں سے افضل۔ از حضرت آدم تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسر نہ ہوئی، نہ ہوگی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات اولاد طیبہ طاہرہ سے افضل ہیں، کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور کی ازواج کی مثل عالم میں کوئی عورت نہیں، تو خود حضور کی مثل بھی کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس (آیت) سے تین مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ بوقت ضرورت ان ازواج مطہرات کو مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت تھی، دوسرے یہ کہ اگرچہ وہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں، لیکن پھر بھی انہیں حکم دیا گیا کہ پس پردہ گفتگو کریں، بات لوچ دار اور لہجہ نزاکت والا نہ ہو۔......''

(تفسیر نور العرفان، ص673)

❀ مفتی صاحب سورت احزاب (۳۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے، اس لیے یہاں ضمیر مذکر لائی گئی، اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے، جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا: ﴿فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا﴾ اور فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ﴾ اور جیسے فرشتوں نے حضرت سارہ سے کہا: ﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ اور رب نے فرمایا: ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ﴾ اور فرمایا: ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ﴾ غرضیکہ ضمیر میں مقصود کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ لفظوں کا لحاظ ہوتا ہے، لہٰذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں۔......حق یہ ہے کہ حضور کی

ازواج واولاد سب اہل بیت ہیں۔ اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي اور ازواج پاک خصوصا عائشہ رضی اللہ عنہن کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوا۔ ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ کیونکہ نبی ﷺ حضرت صدیقہ کے گھر سے اُحد کی طرف تشریف لے گئے تھے، جنہیں رب نے ﴿أَهْلِكَ﴾ فرمایا۔......ازواج یقیناً حضور کے اہل بیت ہیں، کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں۔'' (تفسیر نور العرفان، ص673)

❁ مفتی صاحب سورت قصص (۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو آل کہا جا سکتا ہے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے اٹھایا تھا، جنہیں آل فرعون کہا گیا، لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں۔'' (تفسیر نور العرفان، ص615)

❁ مفتی صاحب سورت قصص (۲۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو اہل کہا جا سکتا ہے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس وقت صرف ان کی بیوی صفورہ تھیں، لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص620)

❁ مفتی صاحب سورت طٰہٰ (۱۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ بی بی کو اہل کہا جا سکتا ہے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس وقت صرف ان کی بیوی صفورہ تھیں، جنہیں اہل فرمایا گیا اور اہل مذکر ہے، اس لیے ﴿امْكُثُوا﴾ مذکر فرمایا، لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج یقیناً داخل ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص498)

❁ مفتی صاحب سورت انبیاء (۷۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل میں داخل ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص523)

❁ مفتی صاحب سورت ہود (۷۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت میں داخل ہے، یہاں حضرت سارہ کو ﴿عَلَيْكُمْ﴾ سے اس لیے خطاب فرمایا کہ انہیں اہل بیت کہا گیا ہے، جو مذکر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص365)

❁ مفتی صاحب سورت بقرہ (۱۹۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''اہل سے مراد بیوی، یعنی جس کی بیوی مکہ معظّمہ میں رہتی ہو، اس کو تمتع کرنا منع ہے، معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے۔'' (تفسیر نور العرفان، ص47)

❁ مفتی صاحب احزاب (۳۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں حضور کی اہل بیت ہیں، کیونکہ حضور کے گھروں کو ان کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہاں بیوت کی نسبت ان حضرات کی طرف ملکیت کی نسبت نہیں، رہنے کی نسبت ہے، کیونکہ حضور کی املاک وفات کے بعد وقف ہیں، میراث جاری نہیں ہوئی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص673)

❁ مفتی صاحب سورت نور (۲۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے مراد یا تو حضور کی ازواج پاک ہیں، یا تمام مسلمان پاک دامن عورتیں، اس سے معلوم ہوا کہ بے گناہ مومنہ کو تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص562)

❁ مفتی صاحب سورت تحریم (۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ حضور کی ازواج تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص895)

❁ مفتی صاحب سورت بقرہ (۱۲۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ جب پتھر نبی کے قدم لگنے سے عظمت والا ہوگیا، تو حضور کے ازواج واصحاب کی عظمت کا کیا پوچھنا؟'' (تفسیر نورالعرفان، ص29)

❁ مفتی صاحب سورت تحریم (۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ حضور کی بیویاں اس قسم کے دن نو تھیں، پانچ قرشیہ؛ عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ بنت ابی سفیان، ام سلمہ بنت امیہ، سودہ بنت زمعہ۔ چار بیویاں غیر قرشیہ؛ زینب بنت جحش اسدیہ، میمونہ بنت حارث ہلالیہ، صفیہ بن حیی خیبریہ، جویریہ بنت حارث مصطلقیہ، رضی اللہ عنہن۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص894)

اہل بیت کے لیے ''علیہ السلام'':

❁ مفتی صاحب سورت صافات (۱۸۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''انبیاء کرام کو علیہ السلام کہنا چاہیے، جیسے موسیٰ علیہ السلام۔ کسی اور بزرگ کے نام پر علیہ السلام نہ کہا جاوے، جیسے امام حسین علیہ السلام، کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لیے ہے۔'' (نورالعرفان، ص722)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

❁ مفتی صاحب سورت احزاب (۳۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''ازواج پاک خصوصاً عائشہ رضی اللہ عنہن کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوا۔ ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ کیونکہ نبی ﷺ حضرت صدیقہ کے گھر سے اُحد کی طرف تشریف لے گئے تھے، جنہیں رب نے ﴿أَهْلِكَ﴾ فرمایا۔'' (تفسیر نور العرفان، ص673)

❁ مفتی صاحب سورت نساء (۴۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''غزوہ بنی مصطلق سے واپس آتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار گم ہو گیا، اس کی تلاش کے لیے حضور ﷺ اور تمام لشکر وہاں جنگل میں ہی ٹھہر گئے، نماز کا وقت آیا، پانی نہ تھا، تب یہ آیت اور تیمّم کا حکم آیا۔ حضرت اُسید بن حضیر نے عرض کیا کہ اے آل ابو بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں، تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوئیں ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت عائشہ صدیقہ کی عظمت کا پتہ لگا۔'' (تفسیر نور العرفان، ص134)

❁ مفتی صاحب سورت نور (۱۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں بڑے بہتان سے مراد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا ہے، چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور ماں کو تہمت لگانا بیٹے انتہائی بد نصیبی ہے، اسی لیے اسے بڑا بہتان فرمایا گیا۔...... اس موقع پر یہ آیات اتریں، جن میں اُم المومنین کی طہارت، عفت وعصمت کی خود رب نے گواہی دی۔

(تفسیر نور العرفان، ص559)

❁ مفتی صاحب سورت نور (۲۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے پتہ لگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ بی بی مریم سے افضل ہیں، کہ بی بی مریم کی گواہی عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور جناب عائشہ صدیقہ کی عصمت کی گواہی خود رب نے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی گواہی بچہ نے دی اور حضور کی زوجہ کی گواہی رب نے دی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے، جیسا اللہ کا ایک ہونا اور حضور کا رسول ہونا۔ کیونکہ ان کے جنتی ہونے کی خبر اس آیت سے صراحتاً سنائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی لاکھوں خصوصیات میں سے چند یہ ہیں؛ ا۔آپ حضور کو کنواری ملیں، ۲۔آپ تمام عورتوں میں بہت بڑی عالمہ، زاہدہ، مفسرہ قرآن تھیں، ۳۔ جبریل امین آپ کی تصویر حریر پر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ دنیا وآخرت میں حضور کی زوجہ ہیں، ۴۔آپ کے سینہ پر حضور کی وفات ہوئی، ۵۔آپ کے حجرے میں حضور دفن ہوئے، ۶۔آپ کی عصمت کی رب نے گواہی دی، ۷۔آپ کے بستر پر حضور پر وحی آئی، ۸۔آپ کو جبریل امین سلام عرض کرتے تھے، ۹۔ آپ پاک پیدا ہوئیں اور پاک رہیں، تا قیامت آپ کا حجرہ اقدس جن وانس وملائکہ کی زیارت گاہ ہے، یہ حجرہ ہی حضور انور کا روضہ بنا، رضی اللہ عنہا۔'' (تفسیر نور العرفان، ص562)

❁ مفتی صاحب سورت نور (۲۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ پر تہمت لگائے، یا ان کی جناب میں تردد میں رہے، وہ مؤمن نہیں، کافر ہے۔......اے تہمت لگانے والو! تم پر ایسا بے نظیر عذاب آتا، جو آج تک کسی پر نہ آیا، کیونکہ تم نے بے نظیر

نبی کی بے نظیر طیبہ طاہرہ عفیفہ محفوظہ زوجہ کو بہتان لگایا۔......شیطان کے سے کام نہ کرو، کہ پاک دامنوں کوتہمت لگانا اور ام المومنین جیسی طیبہ بی بی کے متعلق تردد کرنا خالص شیطانی کام ہے۔......معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ کی عظمت کا منکر شیطان کا متبع ہے، بے حیا ہے، بدکار ہے، اس سے بڑا بے حیا کون ہوگا، کہ جو اپنی ماں کوتہمت لگائے۔'' (تفسیر نور العرفان، ص561)

باغ فدک:

❀ مفتی صاحب سورت حشر (۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''باغ فدک صرف فاطمہ زہرا کا حصہ نہیں، بلکہ اس میں مساکین، مسافروں وغیرہ، سب کا حق ہے، کیونکہ یہ فے ہے، جو وقف ہوتا ہے۔ باغ فدک فے کے طور پر حضور کا تھا۔ فے وہ کفار کا مال ہے، جو بغیر جنگ ہاتھ آجائے، اس لیے حضرت علی نے بھی فدک تقسیم نہ فرمایا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص872)

❀ مفتی صاحب احزاب (۳۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں حضور کی اہل بیت ہیں، کیونکہ حضور کے گھروں کو ان کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہاں بیوت کی نسبت ان حضرات کی طرف ملکیت کی نسبت نہیں، رہنے کی نسبت ہے، کیونکہ حضور کی املاک وفات کے بعد وقف ہیں، میراث جاری نہیں ہوئی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص673)

❀❀❀❀❀❀❀